دار الافتاء

رمضان المبارک میں وتر کی نماز جماعت کے بغیر پڑھنا

ادارہ

سوال

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں وتر کی نماز امام کے ساتھ جماعت سے پڑھنے کے بجائے رات کے تہائی حصہ میں ادا کرتا ہے:

صورتِ اول: غیر رمضان میں بھی اس کا یہی معمول ہے۔

صورتِ ثانی: رمضان المبارک میں صرف ایسا کرتا ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو جب تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ وتر بھی باجماعت ادا فرمائی تھی، جیسا کہ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح القدیر'' میں اس کی تصریح کی ہے، اس لیے رمضان میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے اور عام دنوں (غیر رمضان) میں چونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ''وتر'' باجماعت پڑھنا ثابت نہیں، اس لیے عام دنوں میں ''وتر'' باجماعت ادا کرنے کا حکم نہیں ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ رمضان میں وتر امام کے ساتھ جماعت سے پڑھے۔ اور اگر جماعت سے نہیں پڑھتا، الگ پڑھتا ہے تو بھی نمازِ وتر ادا ہو جائے گی۔

اور عام دنوں (غیر رمضان) میں رات کے نوافل کے بعد بشرطیکہ وتر قضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرنا افضل ہے۔ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ثم یعد عدم کراهة الجماعة في الوتر في رمضان اختلفوا في الأفضل. في

فتاوى قاضي خان: الصحيح أن الجماعة أفضل ... وفي النهاية ... واختار علماؤنا أن يوتر في منزله لا بجماعة، لأن الصحابة لم يجتمعوا على الوتر بجماعة في رمضان كما اجتمعوا على التراويح ... وأنت علمت مما قدمناه في حديث ابن حبان في باب الوتر أنه - صلى الله عليه وسلم - كان أوتر بهم، ثم بين العذر في تأخيره عن مثل ما صنع فيما مضى، فكما أن فعله الجماعة بالنفل، ثم بيانه العذر في تركه أوجب سنيتها فيه، فكذٰلك الوتر جماعة لأن الجاري فيه مثل الجاري في النفل بعينه، وكذا ما نقلناه من فعل الخلفاء يفيد ذٰلك إلخ.''

(فتح القدير: ۱/ ٤٨٧، فصل في قيام رمضان. إمداد الأحكام: ۱ / ٥٥، كراتشي)

''الفتاوى الهندية'' میں ہے:

''و يوتر بجماعة في رمضان فقط، عليه إجماع المسلمين، كذا في التبيين، الوتر في رمضان بالجماعة أفضل من ادائها في منزله و هو الصحيح، هٰكذا في السراج الوهّاج.'' (الفتاوى الهندية، فصل في التراويح، ج:۱، ص:۱۱٦، ط: دارالفكر)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 1442-19263 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن